جناب الفت علی درد

(٢)

طبقۂ خواتین کے خلاف خطرناک سازش

امریکی یورپی عورت کے کوائف :

١ - ظاہری اور محض قولی مساوات کے با وجود، مذکورہ ممالک کی عورتیں عملاً عدم مساوات بلکہ حق تلفیوں کی شکار ہیں۔ ١٩٦٢ء میں ایک امریکی مقالہ نگار اور مصنف (BRUNO-BETTELHEIM) نے ایک مشہور امریکی رسالے (DAEDALUS) میں اس مسئلے پر اظہار خیال کرتے ہوئے لکھا تھا کہ امریکی نظام تربیت میں بچیوں کو یہ تو سکھا دیا جاتا ہے کہ مرد اور عورت برابر ہیں لیکن اس پر عمل دو وجہ سے نہیں ہوتا۔ ایک تو اس لئے کہ انہیں یہ نہیں بتایا جاتا کہ وہ برابر کن معنوں میں ہیں۔ پس اگر بچیاں اس تصور کو پلے باندھ کر جوان ہونے پر شادی کرتی ہیں تو قدم قدم پر انہیں عملی شادی شدہ زندگی میں یہ تجربہ پیش آتا ہے کہ وہ کئی باتوں میں اپنے شوہروں کے نہ صرف برابر نہیں بلکہ ان سے بہت مختلف ہیں، جن سے مساوات کی نفی ہوتی ہے۔ پھر یہ وجہ بھی ہے کہ تعلیم کے دوران مرد عورت کی ہر میدان میں برابری کا سبق محض جذباتی طور سے دیا جاتا ہے اور یہ نہیں بتایا جاتا

کہ عورت کو کبھی عورت بھی بننا پڑتا ہے - چنانچہ عملی زندگی میں جب شادی شدہ عورت ہر وقت مرد کی برابری کے دعوے کرنے لگتی ہے تو اس بے مقصد اور (محض) جذباتی دعوے کی وجہ سے ازدواجی زندگی میں بگاڑ پیدا ہونے لگتا ہے۔ نتیجہ یہ کہ بہت جلد ناچاقی ہو جاتی ہے اور عورت کو اپنے لیے نیا شوہر ڈھونڈنا پڑتا ہے۔ لہٰذا اس کی قیمت کم ہو جاتی ہے - اب وہ احساسِ کمتری کا شکار ہو کر نئے شوہر کے ساتھ نباہ نہیں کر سکتی، لہٰذا وہاں سے بھی جدائی ہو جاتی ہے۔ تاآنکہ ایک محروم، بے گھر، خواہشات کی ماری ہوئی خاتون، خود اپنی نظر میں دنیا کی منحوس مخلوق بن جاتی ہے۔

(مذکورہ بالا رسالے کے WINTER ۱۹۶۲ء میں مضمون THE PROBLEMS OF FENERATIONS - قابل مطالعہ ہے)

. . . اور یہ حال صرف اکا دکا عورتوں کا نہیں بلکہ ستر اسی فیصد عورتیں، اپنی زندگی سے بیزار ماری ماری پھرتی ہیں - مگر پاکستان میں یہودیوں کے بے حیا ایجنٹ، اس پہلو سے عورتوں کو بے بہرہ رکھتے ہیں۔

۲ - پاکستان میں یہودیوں کے بے حیا ایجنٹ یہ باور کراتے ہیں کہ مغربی ممالک میں عورتیں ملازمتوں میں برابر کی شریک ہیں - یہ بالکل غلط ہے - عورتوں کو بلاشبہ بعض ملازمتیں مل جاتی ہیں لیکن چونکہ سب عورتیں ملازمت پر مجبور کر دی گئی ہیں اس لئے بیروزگاری عام ہے بالخصوص عورتوں میں، اور وہ پریشان حال اور روزی کمانے کے لئے اخلاق بیچتی پھرتی ہیں -

۳ - اور جب عورت کو اپنا روزگار خود ڈھونڈنا پڑتا ہے اور وہ نہ ملتا ہو تو باور کیا جا سکتا ہے کہ عورتوں کے لئے اخلاق کو محفوظ رکھنا کتنا محال ہو جاتا ہوگا -

۴ - یہ درست ہے کہ پاکستان کا لادین یہودی ایجنٹ اب اخلاق کو فرسودہ حرکت سمجھتا ہے لیکن بے اخلاقی (نیکی کے علاوہ) ایک معاشرتی مسئلہ بھی ہے - اسی مسئلہ کی وجہ سے گوناگوں جرائم، اغوا، قتل اور ڈاکے سرزد ہوتے ہیں -

کیا ہمارے ملک کی فلم کی رسیا خواتین نہیں دیکھتیں کہ امریکہ کی جاسوسی اور مجرمانہ فلموں میں ہر جگہ جرم کے مرکزی کردار کے ساتھ مؤثر فعال کردار کسی عورت کا ہوتا ہے۔ ہمارے ملک میں اگرچہ لادینیوں کی مہربانی سے عورتوں کو فلمی کہانیوں میں مجرم بنایا جانے لگا ہے مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ ہمارے ملک میں عورتیں بنیادی طور پر شریف ہیں۔ البتہ اب لادینی طبقہ انہیں بے حیائی اور جرم کی راہ پر لے چلا ہے۔

چند فریب انگیز نعرے:

یہودیوں کے لادینی ایجنٹ، پاکستان میں چند نعروں کے ذریعے معصوم عورتوں کو بے حیائی اور بدکرداری کی طرف لے جارہے ہیں مثلاً:

۱۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم مسلمان عورتوں کو آزادی دلانا چاہتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ کس سے آزادی؟

ماں باپ سے؟ شوہر سے؟ خدا سے؟ رسولؐ سے؟ شرم سے؟ حیا سے؟ اخلاق سے؟ پاکیزگی سے؟ کس سے؟

سوال یہ بھی ہے کہ عورت کو آزاد کرکے کس کے سپرد کرنا چاہتے ہیں؟ تجربہ تو یہی کہتا ہے کہ وہ شرافتوں کی قید سے آزاد کرکے پہلے عورتوں کو قہوہ خانوں میں، پھر سینماؤں میں، پھر ہوٹلوں میں، کلبوں میں اور نائٹ کلبوں میں لے جانا چاہتے ہیں۔ اور جب عورت یہاں پہنچے گی تو پھر وہ مکمل طور پر آزاد ہو جائے گی لیکن مرد کے ہاتھ کا کھلونا، اس کی خواہشات کے پنجرے میں مقید اور اس کی ہوس کی بھینٹ چڑھ کر انسانیت کے لئے باعث ننگ ہو جائے گی۔

۲۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم عورتوں کو ترقی کی راہ پر گامزن کرکے انہیں معاشی مسائل سے آزاد کرادیں گے۔

جواب یہ ہے کہ عورتوں کے کچھ حصے کو بلاشبہ نوکریاں مل سکتی ہیں (قطع نظر اس کے کہ یہ تجربہ نتائج کے لحاظ سے اندوہناک ہوتا ہے) مگر جس ملک میں بیروزگاری اس قدر عام ہو کہ لاکھوں تعلیم یافتہ مرد بیکار پھر رہے ہوں وہاں عورتوں کو روزگار

کہاں سے ملے گا؟ ۔ ۔ ۔ بالآخر انہیں مردوں کا سہارا درکار ہوگا (کیونکہ موجودہ دور کی فیشن ایبل عورتیں ٹوکری اٹھانے سے تو رہیں) جیسا کہ اوپر امریکہ کے بیان میں آچکا ہے۔

۳۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم عورتوں کے لئے تفریح کے دروازے کھول رہے ہیں۔ یہ درست ہے کہ بعض تفریحات بالکل مناسب ہیں۔ مگر یہ حضرات تفریح کے معنے کچھ اور لیتے ہیں۔ درحقیقت یہ اوباش لوگ ہیں جو اپنی ذلیل خواہشات کی تکمیل کی خاطر عورت کو ارزاں اور بے وقار کرنا چاہتے ہیں۔

۴۔ یہ لوگ اس سلسلہ میں بعض مسلم ممالک کا تذکرہ کرتے ہیں لیکن کسے معلوم ہے کہ ان ممالک کی عورتوں نے واقعی کچھ سکھ پالیا ہے، جو معلومات ہمارے پاس ہیں ان سے تو اس بات کی تصدیق نہیں ہوتی بلکہ وہاں کی عورتوں کے لئے مزید مسائل پیدا ہوگئے ہیں اور وہ مزید پریشانیوں میں مبتلا ہوگئی ہیں۔
غرض ان نام نہاد مصلحین اور لادین یہودی ایجنٹوں کی کوششوں سے عورت کے مسائل بڑھے ہیں، کم نہیں ہوئے۔ ظاہر ہے کہ ان کی یہ سب باتیں فریب کا درجہ رکھتی ہیں۔

مقام عبرت ہے کہ جب سے ان مصلحین کی تعلیم کا اثر پھیلنا شروع ہوا ہے، جرائم زیادہ ہوتے جارہے ہیں، غنڈہ گردی، قتل اور دیگر جرائم کی تعداد بڑھ گئی ہے اور عورتیں بھی جرم میں شریک ہونے لگی ہیں۔ جب تک معاشرہ اسلامی خیالات کا تھا، ایسے جرائم نہایت ہی مکروہ کردار لوگوں تک محدود تھے لیکن اب ان جرائم کا ارتکاب فیشن ایبل حلقوں تک پہنچ گیا ہے۔ پتلون پوش مہذب اوباش اپنی ڈگریوں سمیت زنانہ کالجوں اور خواتین کے ساتھ بس اڈوں پر کھڑے ہوکر، بد اخلاقی کا کھلا مظاہرہ کرنے لگے ہیں۔
یہ فیشن ایبل غنڈے، ہر اس آدمی کو دقیانوسی کہہ دیتے ہیں جو اخلاق کی تعلیم دے۔ اس طرح پوری فضا پر جرم کا غلبہ ہے اور نتیجۃً یہودی دشمنوں اور مغرب زدہ طبقوں کی دیرینہ آرزو پوری ہو رہی ہے۔ تمام معاشرہ حالت خوف میں ہے

اور اپنے کام کاج کے لئے باہر نکلنے والی خواتین ان فیشن ایبل مہذب غنڈوں کے ہاتھوں پریشان ہیں۔ اور یہ تو ابھی ابتدا ہے، آگے آگے دیکھئے عورتوں کے بہ خیر خواہ عورتوں پر کیا کیا ظلم ڈھائیں گے۔

مسلم معاشرے کے لئے درسِ عبرت!

اس خوفناک سازش کے اثرات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر بھی معاشرہ سویا ہوا ہے، وہ اسے عارضی اور چند بگڑے ہوئے لوگوں کی کارستانی سمجھتا ہے۔ حالانکہ یہ سازش بڑی تہ بہ تہ اور وسیع ہے ——— یونیورسٹیوں میں ہے، ——— کالجوں میں ہے ——— ادب میں ہے ——— ٹیلیویژن اور ریڈیو میں ہے ——— اور سینماؤں والوں نے تو خود ہی اس کا اعتراف کر لیا ہے ———!

آپ ان رسالوں، ڈائجسٹوں اور اخبارات کو پہچان سکتے ہیں جن کے ذریعے یہ کج روی، عریانی، فحاشی، بے حیائی اور غنڈہ گردی پھیلائی جا رہی ہے؛

معاشرے کا فرض ہے کہ ان کا نوٹس لے۔ لیکن اس سلسلہ میں چند ضروری مشورے بھی ہیں جن پر ہر پاکستانی کو غور کرنا لازم ہے:

۱۔ پہلا مشورہ یہ ہے کہ معاشرے کے مردوں کو سب سے پہلے خود ہی عملی نمونۂ اخلاق بننا چاہیئے، سنجیدہ عورتوں کی یہ شکایت بجا ہے کہ مرد خود تو فرنگی تہذیب کے ہر خرافات کو سینے سے لگائے ہوئے ہیں اور امتناعی حکم صرف عورتوں کے لئے ہوتا ہے۔ خواتین کا یہ احتجاج درست ہے اگرچہ یہ رویہ درست نہیں کہ عورتیں مردوں کی بے عملی کو بہانہ بنا کر احتجاجاً یا جواز پیدا کر کے فرنگی تہذیب کو اختیار کریں، لہٰذا خواتین کا فرض ہے کہ مردوں کو بھی راہِ راست پر لائیں اور خود بھی صحیح راستہ اختیار کریں۔

۲۔ جو مرد عورتوں سے بدسلوکی کرتے ہیں، ان کا محاسبہ ہونا چاہیئے کیونکہ یہ امرِ واقع ہے کہ بعض لوگ (جن میں تعلیم یافتہ حضرات بھی شامل ہیں) عورتوں سے اچھا سلوک نہیں کرتے۔ بلاوجہ دوسری شادیاں کرتے ہیں اور اس مرض میں پڑھے لکھے لوگ اور تعلیم یافتہ عورتیں ہی زیادہ گرفتار ہیں۔

۳۔ اس پیچیدہ دور میں ، ہمارا معاشرہ بعض مجبوریوں سے دو چار ہے ، جن کو مسلمانوں کی قوتِ احتساب کے فقدان اور اسلامی نظامِ زندگی نہ ہونے کے باعث ، رفع نہیں کیا جا سکتا . . . . مثلاً تعلیم کی موجودہ کا فرانہ حکمتِ عملی ، عورتوں کی تعلیم کے لئے مناسب انتظامات کا نہ ہونا ، تفریحات برائے خواتین کے سلسلہ میں کسی منصوبہ بندی کی عدم موجودگی ، بعض خواتین کا گھریلو حالات کی وجہ سے ملازمت پر مجبور ہونا اور کام کاج کی مجبوریوں سے باہر کی آمدورفت کے لئے سہولتیں نہ ہونا . . . . ایسی مجبوریوں کے معاملہ میں دینی مزاج کے انتہاپسندوں کی طرف سے عورتوں کے حق میں زیادہ مشفقانہ رویے کی ضرورت ہے ۔ کیونکہ زیادہ سختی کرنے سے نتائج الٹ نکلیں گے ۔

دینی مزاج کے انتہاپسندوں کا پہلا فریضہ یہ ہے کہ خواتین کے لئے ان کی جائز مصروفیات اور ان کے مسلّم حقوق کے لئے تحفظ کی راہیں تلاش کی جائیں ۔ اگر خواتین میں کچھ معمولی میلانات ناپسندیدہ بھی نظر آئیں تو عورتوں کو بطریق محبت راہ پر لائیں کیونکہ یہ مسئلہ بہت نازک ہے ۔

۴۔ قوم کی خواتین اب ماشاءاللہ تعلیم یافتہ ہیں ، وہ خود سوچیں کہ یہودی ایجنٹ ان کے دشمن ہیں ، وہ انہیں بے حیائی اور بداخلاقی کی راہ پر چلا کر اپنا الّو سیدھا کرنے کی فکر میں ہیں ۔

۵۔ ہم سب کے لئے مکمل راہنمائی قرآن مجید میں موجود ہے اور اس کے بعد اخلاقِ محمدی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا عملی نمونہ بھی موجود ہے ۔ اس کو چھوڑ کر اگر ہم بگڑے ہوئے امیروں اور یہودی ایجنٹوں کے فریب میں آگئے تو ہماری تباہی یقینی ہے ۔

۶۔ ہر مرد وزن کو اپنے لباسوں کے معاملہ میں اسلام کی بتائی ہوئی حیاداری پر پورا عمل کرنا چاہیئے ، بےحیائی کے ماحول سے بچنا چاہیئے اور کلبوں کی بجائے گھروں کو آباد کرنا چاہیئے ۔

یہ چند گزارشات مسلم قوم کی عزت و ناموس کے لئے آزمانے ضروری ہیں ۔

اے اہلِ پاکستان ! ان باتوں کا خیال رکھئے اور باقی دنیا جہان کی راحتیں اور آرام و آسودگی بندوں پر خدا کا انعام ہے جس میں ہر مرد اور عورت برابر کا شریک ہے ۔ ختم شد